حدیث کے صحیفے
عہد صحابہؓ و تابعین میں

طیّب شاہین لودھی

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام آپ کے ارشادات کو لکھا کرتے تھے اور آپ نے صحابہؓ کو لکھنے کی اجازت دے رکھی تھی چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس کے متعلق یمن کے ابو شاہ نامی ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اسے یہ خطبہ لکھوا دیا جائے آپ نے ابو شاہ کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا کہ ابو شاہ کے لئے لکھ دو!

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے پاس آپ کی حدیث مجھ سے زیادہ ہو سوائے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا!

ایک دفعہ بعض صحابہ کرام نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے کہا کہ آپ ہر چیز لکھ لیتے ہیں حالانکہ حضور کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی کی حالت میں۔ جب حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ لکھ لیا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے (منہ کی طرف اشارہ کر کے) حق کے سوا

کچھ نہیں نکلتا۔[۳]

بعض روایات سے تو یہاں تک اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ کر آپ کے ارشادات کو ضبط تحریر میں لایا کرتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا روم"؟[۴]

عہد صحابہ و تابعین میں کتابت حدیث

عہد صحابہ کے اواخر میں کتابت حدیث عام ہوگئی تھی بعض صحابہ کرام نے صحیفوں کی شکل میں احادیث جمع کر رکھی تھیں۔ احادیث کو ضبط تحریر میں لانے کا رواج خاصا عام ہوگیا تھا۔ تابعین میں سے بہت سے افراد نے صحابہ کرام سے حدیثیں نقل کیں۔ بعض صحابہ کسی معاملہ میں استفسار پر اپنے مراسلات و مکاتیب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر دیا کرتے تھے مطالعہ حدیث کے دوران اس کی بہت سی مثالیں سامنے آتی ہیں یہاں ان کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا۔

جلال الدین سیوطی معجم بغوی کے حوالے سے یزید الرقاشی سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم حضرت انس سے حدیث بیان کرنے پر بہت زیادہ اصرار کرتے تو وہ ہمارے سامنے اپنے کچھ صحیفے رکھ دیتے اور فرماتے "یہ وہ احادیث ہیں جو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ میں نے ان کو لکھا پھر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا"[۵] یہی حضرت انس بن مالک ہیں جو اپنے بیٹوں کو بھی حدیث لکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور دیگر شائقین بھی آکر ان سے احادیث لکھا کرتے تھے۔[۶]

مجاہد کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک صحیفہ دیکھا۔ میں نے ان سے اس کے

متعلق پوچھا تو فرمانے لگے "یہ صادقہ" ہے اس میں وہ احادیث ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہیں آپ کے اور میرے درمیان ایک فرد کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو نے آپ سے احادیث لکھنے کی اجازت لی ہوئی تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بھی بہت سے تابعین بیٹھ کر حدیث لکھا کرتے تھے۔ ان کے پاس کثرت سے شائقین علم جمع رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات لکھنے والوں میں ہمام بن منبہ، بشیر بن نہیک اور عبدالرحمٰن الاعرج سرفہرست ہیں۔ سمرۃ بن جندب کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھی ہوئی تھیں[۸] حضرت سعد بن عبادہ کے پاس بھی کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں[۹] حضرت جابر بن عبداللہ کی مرویات بھی صحیفہ کی شکل میں موجود تھیں[۱۰]۔ ابن ابی ملیکہ کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں حضرت علیؓ کے بعض فتاوی اور فیصلے محفوظ تھے[۱۱] بنو اسلم کے ایک شخص کے پاس جو کہ صحابی تھے بھی کچھ احادیث تحریری شکل میں موجود تھیں[۱۲]

تابعین کے عہد میں تو حدیث لکھنے کا رواج عام ہو گیا تھا۔ مطالعہ حدیث کے دوران ہمیں بہت سے تابعین کے نام ملتے ہیں جو احادیث لکھا کرتے تھے۔ کچھ حضرات نے حدیث کے صحیفے مدون کر رکھے تھے۔ عہد تابعین میں حدیث لکھنے والوں میں، ابن شہاب زہری وہب بن منبہ، ہمام بن منبہ، بشیر بن نہیک، خلاص بن عمرو، عروہ بن زبیر، سلیمان الیشکری، بہز بن حکیم ابن ابی لیلیٰ، بکیر بن الاشجؒ، عبدالرحمٰن الاعرج، ابن عجلان، حسن بصری، مجاہد، سعید بن جبیر ابوبکر بن حزم، مسروق، حمید طویل، راشد حبرانی، عبیدہ، سالم بن عبداللہ، ابو سبرہ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ تابعین نے طالبین حدیث کو احادیث سنائیں اور املا کروائیں اور یہ احادیث تحریری صورت میں امام بخاری کے عہد تک منتقل ہوئیں۔ آئندہ صفحات میں

ہم صحابہ و تابعین کے صحیفوں کا جائزہ لیں گے۔

مکاتیب نبویؐ اور مکاتیب صحابہؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے مکتوبات اور عہد نامے وغیرہ بہت عرصہ تک محفوظ رہے ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانے میں یہ بات بہت مشہور تھی کہ سیدنا عمر بن الخطاب اور ابوبکر بن عمرو بن حزم کے خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ مکتوبات گرامی محفوظ ہیں جن میں آپ نے زکوٰۃ کا نصاب تحریر کروایا تھا۔ ان خطوط میں دیت وغیرہ کے احکام بھی درج تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے خلیفہ بننے کے بعد ایک شخص کو مدینہ بھیجا تاکہ وہ ان خطوط کو تلاش کر کے ان کی نقلیں لے آئے۔ مدینہ میں اس کو یہ دونوں خط حضرت عمر اور عمرو بن حزم انصاری کے خاندان میں مل گئے۔[۱۳]

امام ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نامۂ مبارک جو حضرت عمر کے خاندان میں تھا سالم بن عبد اللہ بن عمر کے توسط سے مطالعہ کیا ہے[۱۴]۔ امام زہری نے اسی نامہ مبارک کو آگے روایت کیا ہے۔ وہ خط جو حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے پاس محفوظ تھا اس کی اس قدر شہرت ہو چکی تھی کہ بقول امام شافعیؒ اس کے لئے تو اسناد کی بھی ضرورت نہ تھی۔

حضرت عمر بن الخطاب کے ایک خط کا جس میں صدقہ کے احکام درج تھے لیث بن سعد نے نافع مولیٰ ابن عمر کے توسط سے مطالعہ کیا ہے۔ نافع کہتے ہیں کہ انہوں نے کئی مرتبہ یہ خط عبد اللہ بن عمر کے سامنے پیش کیا ہے[۱۵]۔

امام مالک اپنی "مؤطا" میں رقم طراز ہیں کہ انہوں نے صدقات کے احکام پر مشتمل حضرت عمر کا مکتوب گرامی خود دیکھا ہے۔ اس خط کو امام مالک نے اپنی مؤطا میں روایت کیا ہے[۱۶]۔ اور یہی خط

مؤطا امام مالک کے توسط سے اندلس سے لے کر انڈونیشیا تک تمام مسلمانوں کے پاس پہنچا غالباً یہ وہی خط ہے یا اس کی نقل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے عمال کو لکھوایا تھا مگر اسے بھجوا نہ سکے تھے۔ بعد میں یہ خط حضرت ابو بکر صدیق نے تمام عمال کو بھجوایا۔ امام زہری نے سالم بن عبداللہ کے ذریعے اس کا مطالعہ بھی کیا تھا[۱۷] اور اس کی نقل حضرت عمر بن عبدالعزیز نے طلب کی تھی[۱۸]

حضرت ابو بکرؓ کا ایک مکتوب گرامی حضرت انس بن مالک کے خاندان میں عرصۂ دراز تک محفوظ رہا۔ بعد کے زمانہ میں محدثین اور طالبین علم نے حضرت انسؓ کی اولاد سے نقل کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت انس کو یہ خط دے کر بحرین بھیجا تھا اور اس میں مویشیوں کی زکوٰۃ کا نصاب درج تھا[۱۹]

ابو عبید قاسم بن سلام کتاب الاموال میں لکھتے ہیں کہ شعبی نے ابن بقیلہ کے پاس حضرت خالد بن ولید کا وہ خط دیکھا ہے جو انہوں نے ایرانی مرازبہ[۲۰] کے نام تحریر کیا تھا[۲۱] یہ صرف چند مثالیں ہیں ورنہ مطالعہ حدیث کے دوران ایسی بہت سی تحریروں کا سراغ ملتا ہے۔

صحیفۂ ہمام بن منبہ

ابو عقبہ ہمام بن منبہ کا مل یمن سے تعلق رکھتے تھے یحییٰ بن معین اور عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں شمار کیا ہے ہمام بن منبہ اور ان کے بھائی وہب بن منبہ دونوں لکھنا جانتے تھے اور دونوں احادیث اور تاریخ وغیرہ لکھا کرتے تھے ہمام بن منبہ جہاد وغیرہ پر جاتے تو اپنے بھائی وہب کے لئے کتابیں خرید کر لایا کرتے تھے۔ وہب بن منبہ نے یمن کی تاریخ لکھی تھی جو بہت عرصہ تک موجود رہی ہے۔ ابن خلکان نے وہب بن منبہ

کی "تاریخ یمن" دیکھی ہے۔ ہمام بن منبہ نے حضرت ابوہریرہ کے علاوہ امیر معاویہ۔ عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر، اور عبداللہ بن زبیر سے بھی اکتساب علم کیا ہے۔ ہمام بن منبہ سے بہت سے علماء نے حدیث سنی ہے جن میں معمر بن راشد بہت مشہور ہیں۔ ہمام بن منبہ نے حضرت ابوہریرہ کی کچھ مرویات کو ایک صحیفہ میں جمع کر رکھا تھا۔ تاریخ حدیث میں اس کو صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی ڈیڑھ سو کے لگ بھگ احادیث ہیں۔ یہ تمام احادیث معمر نے روایت کی ہیں اور تقریباً تمام احادیث صحاح میں روایت ہوئی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے مسند ابی ہریرہؓ میں اس صحیفہ کی تمام احادیث کو ایک ہی سند (حدثنا عبدالرزاق بن ہمام حدثنا معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہؓ) سے روایت کیا ہے۔[۲۲]

صحیفہ بشیر بن نہیک

• مشہور تابعی بشیر بن نہیک بھی احادیث لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کردہ احادیث لکھی ہیں۔ ان کا پورا نام ابوالشعثاء بشیر بن نہیک سدوسی بصری ہے بصرہ کے قاریوں میں شمار ہوتے ہیں۔ تابعین میں نہایت ثقہ راوی ہیں۔ عجلی، نسائی اور احمد بن حنبل جیسے علمائے رجال نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے ان کا ذکر اپنی کتاب "الثقات" میں کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری ابو مجلز اور نضر بن انس جیسے علماء نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

بشیر بن نہیک نے حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کو ایک کتاب میں جمع کر رکھا تھا۔ چنانچہ دارمی اور ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ بشیر بن نہیک نے کہا ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ کی خدمت میں وہ کتاب لے کر حاضر ہوا جو میں نے ان سے لکھی تھی۔ میں نے وہ کتاب ان کے سامنے پڑھی اور عرض کی کیا یہ احادیث میں نے آپ سے سنی ہیں؟ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا "ہاں"[۲۳]

صحیفۂ ابی الزناد

صحیفۂ ابی الزناد کا اصل نام ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن ذکوان تھا۔ زیادہ تر ابوالزناد کی کنیت سے مشہور تھے۔ موالی میں سے تھے۔ اور اہل مدینہ کے فقہا میں شمار ہوتے تھے۔ امام ابوحنیفہ جیسے عظیم فقیہ نے بھی ان کی فقاہت کا اعتراف کیا ہے اور انہوں نے تفقہ میں ابوالزناد کو ربیعۃ الرائے پر ترجیح دی ہے۔[۲۴] ابن المدینی کہتے ہیں کبار تابعین کے بعد مدینہ میں ان سے بڑا کوئی عالم نہ تھا تمام علمائے جرح و تعدیل نے ان کی ثقاہت کا اعتراف کیا ہے۔ ابوالزناد بڑے فصیح اللسان اور لغت عربی میں بڑی بصیرت رکھنے والے تھے۔ انہوں نے حضرت انس، عائشہ بنت سعد، ابی امامہ ابن سہل بن حنیف، سعید بن المسیب، ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن، ابان بن عثمان، خارجہ بن زید، عروہ بن زبیر علی بن حسین زین العابدین اور اعرج سے حدیث روایت کی۔ لیکن انہوں نے بہت کثرت سے اعرج سے حدیث روایت کی اور حدیث لکھی۔ اور روایت کی اسی کثرت کی وجہ سے وہ اعرج کے راوی کہلائے انہوں نے اپنے صحیفے میں احادیث کے علاوہ فقہائے مدینہ کی فقہی آرا بھی محفوظ کی تھیں۔ واضح رہے کہ مدینہ کے مشہور فقہائے سبعہ ان کے شیوخ میں سے تھے۔[۲۵]

صحیفۂ ابن عجلان

ابو عبداللہ محمد بن عجلان مدنی کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری کے توسط سے حضرت ابوہریرہ کی مرویات جمع کر رکھی تھیں محمد بن عجلان خود بھی تابعی ہیں نہایت ثقہ راوی ہیں۔ سعید مقبری بھی تابعین میں شمار ہوتے ہیں نہایت ثقہ بزرگ تھے۔ انہوں نے حضرت سعد، ابوہریرہ، ابوسعید، ام المومنین عائشہ، ام المومنین ام سلمہ[۲۶] معاویہ بن سفیان ابوشریح، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، اور کعب بن عجرہ سے اکتساب علم

کیا ہے۔ محمد بن عجلان نے وہ احادیث جو سعید بن ابی سعید مقبری نے بلاواسطہ یا ابو سعید مقبری کے توسط سے حضرت ابو ہریرہ سے لی تھیں اپنے صحیفے ہی سے آگے روایت کیں۔

زہری کے صحیفے

امام زہری نے بہت سے صحابہ کی مرویات کو قلمبند کیا تھا لیکن ہم زہری کے صحیفوں کو حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات کے تحت محض اس لئے ذکر کر رہے ہیں کیونکہ حضرت ابو ہریرہ کی احادیث کو زہری نے سب سے زیادہ روایت کیا ہے۔[۲۷]

صحابہ میں سے زہری نے حضرت انس بن مالک، سہل بن سعد ساعدی اور رافع بن خدیج سے اکتساب علم کیا ہے۔ امام مالک نے موطا میں انس بن مالک سہل بن سعد اور رافع بن خدیج سے چند احادیث روایت کی ہیں جن کی اسناد میں امام مالک اور ان صحابہ کرام کے درمیان صرف زہری کا واسطہ ہے۔ احمد محمد شاکر نے حضرت انس کی مرویات کے لئے "مالک عن ابن شہاب الزہری عن انس بن مالکؓ کو صحیح ترین سند قرار دیا ہے"۔[۲۸]

زہری نے صرف اسّی دن میں تمام قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔[۲۹] زہری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو حاصل کرنے کے لئے اپنے زمانے کے جلیل القدر علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے امام لیث بن سعد کہتے ہیں" میں نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جس میں زہری سے زیادہ جامعیت ہو"۔[۳۰] لیث کہتے ہیں کہ زہری خود فرمایا کرتے تھے "حصول علم کی خاطر میری طرح کسی نے صبر نہ کیا ہوگا نہ میری طرح کسی نے علم کی اشاعت کی ہوگی"۔[۳۱] زہری کہتے ہیں" میں ایک حدیث کی طلب میں تین روز تک سعید بن المسیب کے پیچھے پھرتا رہا"۔[۳۲] ایک دفعہ فرمایا" میں پینتالیس برس تک شام سے حجاز اور حجاز سے شام آتا رہا مجھے جو حدیث ملی میں نے اسے لے لیا"۔[۳۳] زہری

کہتے ہیں "میں ثعلبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ مجھ سے فرمانے لگے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تجھے علم سے بہت محبت ہے" میں نے عرض کیا "ہاں!؟ وہ فرمانے لگے اس بزرگ سے علم حاصل کرو"۔ یعنی سعید بن المسیب سے۔ چنانچہ میں سات برس تک ان کی خدمت میں رہا، پھر عروہ بن زبیر کے پاس چلا آیا۔"[۳۴]

امام زہری کے زمانے میں علم کو کتابوں میں محفوظ کرنے کا رواج عام ہو چکا تھا۔ چنانچہ طالب علمی کے زمانے ہی میں انہوں نے احادیث کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ کاغذ قلم لے کر اپنے اساتذہ کے پاس پہنچ جاتے اور ان احادیث کی املا لیتے تھے۔[۳۵] ابن کثیر نقل کرتے ہیں "زہری مشائخ حدیث کے پاس جاتے ان کے ساتھ لکھنے کی تختیاں ہوتیں وہ ان پر حدیث لکھتے وہ جو کچھ ان اساتذہ سے سنتے لکھ لیتے۔ حتیٰ کہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم بن گئے اور علم میں لوگ ان کے محتاج ہو کر رہ گئے۔"[۳۶]

بلاشبہ زہری پہلے شخص ہیں جنہوں نے حدیث کو اس کثرت سے لکھا کہ ان کے صحیفوں کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔ طالبان حدیث کا آپ کے پاس ہجوم رہتا تھا۔ ان کے صحیفوں کا تذکرہ خلیفہ وقت ہشام اموی کے پاس پہنچا اس نے خواہش ظاہر کی، کہ وہ اس کے بیٹے کے لئے اپنے صحیفوں کی ایک نقل بھجوا دیں۔ امام زہری نے معذرت کی کہ احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ ان کو نقل کرنا ان کے بس میں نہیں لہٰذا اگر وہ احادیث کی نقل چاہتے ہیں تو اپنے کاتب بھیج دیں وہ احادیث لکھ دیں گے۔ چنانچہ ہشام نے دو کاتب بھیج دیئے۔[۳۷] عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے "زہری سے علم حاصل کرو ان سے زیادہ سنت رسول کا کوئی عالم باقی نہیں رہا ہے۔"[۳۸]

عروہ بن زبیر کے صحیفے

علمائے تاریخ و حدیث کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ عروہ بن زبیر کے پاس بہت سی کتابیں تھیں جن میں انہوں نے احادیث نبوی اور صحابہ کرام کے فتوے جمع کر رکھے تھے۔ بلکہ واقدی کے مطابق

تو عروہ بن زبیر پہلے شخص ہیں جنہوں نے سیر و مغازی میں کتاب تصنیف کی ہے[۴۰] ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے یہ صحیفے کب تحریر کئے تھے۔ البتہ ان کے پاس یہ صحیفے واقعہ حرہ تک موجود رہے ہیں حرہ کے روز انہوں نے اپنے یہ صحیفے جلا ڈالے تھے۔ ان صحیفوں کو جلا ڈالنے کا انہیں عمر بھر افسوس رہا۔ ان کے صاحبزادے ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ عروہ بن زبیر اکثر کہا کرتے تھے "ان صحیفوں کا میرے پاس موجود ہونا مجھے میرے اہل و عیال سے زیادہ محبوب تھا" بلکہ وہ کہا کرتے تھے کتابوں کے بدلے اپنے اہل و عیال اور مال کو قربان کر دینا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے[۴۱] حرہ کا واقعہ ۲۷ یا ۲۸ ذی الحجہ ۶۳ ھ کو پیش آیا تھا۔ ہمیں جو اس وقت ماخذ میسر ہیں ان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ انہوں نے یہ صحیفے کیوں جلائے البتہ عروہ بن زبیر کے ان حسرت بھرے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کسی سخت مجبوری کی بنا پر اپنی محبوب کتب کو جو ان کا سرمایہ حیات تھا نذر آتش کیا ہوگا، ابوالزناد کی روایت ہے کہ قرآن کریم سے اختلاط کے خوف سے حضرت عروہ نے اپنے صحیفوں کو ضائع کر دیا تھا لیکن یہ توجیہ محال ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں قرآن مجید پوری طرح محفوظ ہو گیا تھا اور اس سے غیر قرآن کے اختلاط کا کوئی خدشہ نہ تھا اسی روایت میں عروہ بن زبیر نے اس امر کا اعتراف بھی کیا ہے۔ ہماری نظر میں اس کی یہ توجیہ ممکن ہو سکتی ہے کہ ان کے صحیفوں میں کچھ ایسی روایات ہوں گی جو بنی امیہ کے خلاف جاتی ہوں گی اس لئے حرہ کے روز یزید کی انتقامی کارروائی سے بچنے کے لئے انہوں نے صحیفے جلا ڈالے۔

ابو قلابہ کے صحیفے

ابو قلابہ عبداللہ بن زید جرمی بصرہ کے رہنے والے مشہور تابعی ہیں انہوں نے مختلف اصحاب

سے حدیث لکھی۔ انہوں نے حضرت انس کے علاوہ ثابت بن ضحاک سمارہ بن جندب۔ ابوزید، عمرو بن سلمہ جرمی، مالک بن حویرث زینب بنت ام سلمہ، امیر معاویہ النعمان بن بشیر اور ابوہریرہؓ سے حدیث روایت کی ہے۔ انہوں نے احادیث کو کئی صحیفوں میں مدون کر رکھا تھا۔ اور احادیث کی کتابت کے لئے اہتمام کیا کرتے تھے۔[۲] ابوقلابہ کثیر الحدیث تابعی تھے۔ وہ قضا کے مسائل میں بہت ماہر تھے اس لئے ان کو بصرے کا قاضی بنانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ قضا کے عہدے سے بچتے رہے۔ اور انہوں نے یہ عہدہ قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور شام چلے آئے۔ وہ اپنے صحیفے اور کتابیں بھی ساتھ لے آئے۔ اور وہیں انہوں نے ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔[۳] ابوقلابہ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ اگر ایوب سختیانی زندہ ہوں تو ان کی کتابیں ایوب کے حوالے کر دی جائیں ورنہ جلا دی جائیں۔[۴] چنانچہ ابوقلابہ کے وہ تمام صحیفے ایوب کے حوالے کر دیئے گئے۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایوب ان صحیفوں سے حدیث روایت کیا کرتے تھے۔[۵] بعض روایات میں آتا ہے کہ حماد بن زید بھی ابوقلابہ کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۷ - ۱۲۶) امام احمد اور ابوقلابہ کے درمیان صرف دو یا تین راویوں کا واسطہ ہے اور یہ تمام راوی اصحاب تصنیف ہیں۔

احمد بن حنبل عن سفیان عن ایوب عن ابی قلابہ

احمد بن حنبل عن عبدالرزاق عن سفیان عن ایوب۔ عن ابی قلابہ

عبداللہ بن عباس کے صحیفے

یہ بات ثابت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے علم نبوت کو صحیفوں کی صورت میں مدون کر رکھا تھا۔ وہ کبار صحابہ سے باقاعدہ احادیث کی املا لیا کرتے تھے چنانچہ عبید اللہ بن علی اپنی دادی سلمی

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن عباس کو دیکھا ہے ان کے پاس لکھنے والی تختیاں تھیں اور وہ ابو رافع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لکھا کرتے تھے۔ بعض[۴۷] روایات میں آتا ہے کہ ان کے ساتھ کاتب ہوتا تھا اور ابن عباس اس کاتب سے ابو رافع کی احادیث تحریر کرواتے تھے۔[۴۸]

روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام تحریریں حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس صحیفوں کی شکل میں موجود تھیں۔ جب حضرت عبداللہ بن زبیر کے عہد میں ابن عباس طائف چلے آئے تھے تو اس وقت بڑھاپے کی وجہ سے ان کی نظر کمزور تھی۔ لوگ بہت کثرت سے ان کے پاس حدیث سننے کے لئے آتے ضعف بصارت کی وجہ سے ابن عباس صحیفہ اچھی طرح پڑھ کر سنا نہ سکتے تھے۔ جب پڑھنے میں دقت پیش آتی تو وہ طالبین حدیث ہی میں سے کسی کو صحیفہ پڑھنے کے لئے کہتے اور فرماتے کہ اس کا پڑھنا اور پھر میرا سن کر اس کی تصدیق کرنا میرے ہی پڑھنے کی طرح ہے۔[۴۸] بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس حضرت علی کے فتاوی اور عدالتی فیصلوں کا بھی ایک مجموعہ تھا۔ لوگ اس مجموعہ میں سے فتوے نقل کرتے رہتے تھے۔[۴۹] ڈاکٹر صبحی صالح نے "تقیید العلم" اور "شذرات الذھب" کے حوالے سے لکھا ہے کہ ابن عباس نے وفات کے وقت ایک بار اونٹ کتابوں کا پیچھے چھوڑا۔ بے شمار طالبین علم نے ان صحیفوں سے علم حاصل کیا اور بقول ڈاکٹر صبحی صالح کتب حدیث و تفسیر عبداللہ بن عباس کی مرویات سے بھر گئیں۔[۵۰]

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرنے والے جن مشہور تابعین کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر آئے ہیں ان میں سے اکثر حضرات نے حضرت عبداللہ بن عباس اور بعض دیگر صحابہ سے حدیث لکھی ہے۔ کثرت روایت کے لحاظ سے عبداللہ بن عباس چوتھے صحابی ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے مسند میں ان کی (مع تکرار) ایک ہزار سات سو دس احادیث درج کی ہیں زیادہ تر احادیث سعید بن جبیر، عکرمہ، مجاہد، ابو العالیہ کریب طاؤس اور عطا بن ابی رباح کے توسط سے روایت

ہوئی ہیں۔ یہ تقریباً تمام حضرات خود بھی حدیث لکھا کرتے تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی حدیث کی املا کرایا کرتے تھے۔ مشہور راوی موسیٰ بن عقبہ جو خود سیر و مغازی لکھا کرتے تھے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کریب نے ابن عباس کی کتابوں کا ایک اونٹ کا بوجھ اتارا[۵۲]۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عباس کے تمام صحیفے کریب کے پاس موجود تھے لہذا یہ صحیح نہیں کہ عبداللہ بن عباس کے صحیفے ان کے صاحبزادے علی بن عبداللہ بن عباس کو وراثت میں ملے تھے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صبحی صالح کا خیال ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کی پوری روایات جو ابن سعد نے "الطبقات الکبریٰ" میں نقل کی ہے ہماری رائے کی تائید کرتی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں" کریب نے ہمارے پاس ابن عباس کی کتابوں کا ایک اونٹ کا بوجھ یا اونٹ کے لگ بھگ بوجھ اتارا۔ علی بن عبداللہ بن عباس جب کوئی کتاب دیکھنا چاہتے تو کریب کو لکھتے کہ "مجھے فلاں صحیفہ بھیج دو" موسیٰ کہتے ہیں" کریب صحیفہ نقل کرتے اور دونوں نقول میں سے ایک علی بن عبداللہ کو بھیج دیتے۔"

سعید بن جبیر کے صحیفے

حضرت عبداللہ بن عباس کے تلامذہ میں سعید بن جبیر سب سے زیادہ علم کے شیدائی تھے۔ عبداللہ بن عباس کو ان کے علم، تفقہ اور تقوی پر بے حد اعتماد تھا۔ عبداللہ بن عباس نے ان کو اپنی موجودگی میں حدیث روایت کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ سعید بن جبیر عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور پھر ابوہریرہ بن ابی موسیٰ کے کاتب (سیکرٹری) رہے ہیں وہ حصول علم کی خاطر کافی عرصہ تک حضرت ابن عباس کی خدمت میں رہے روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ابن عباس سے بہت کثرت سے حدیث لکھی ہے۔ یہاں تک کہ وہ سفر میں بھی ان سے حدیث لکھتے رہے[۵۴]۔ سعید خود کہتے ہیں" میں اکثر اوقات حضرت عبداللہ ابن عباس کے پاس

آکر اپنے صحیفے میں احادیث لکھا کرتا تھا جب صحیفہ میں لکھنے کو جگہ نہ رہتی تو اپنے جوتے کے چمڑے پر لکھ لیتا، وہاں بھی جگہ نہ رہتی تو اپنی ہتھیلیوں پر لکھ لیتا اور کبھی کبھی یوں بھی ہوتا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کی حدیث نہ لکھتا، نہ کوئی اور شخص ان سے کسی قسم کا سوال کرتا۔[55] بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ سعید بن جبیر، ابن عباس کے علاوہ بعض دیگر صحابہ کرام سے بھی احادیث لکھا کرتے تھے۔ سعید بن جبیر کا عمومی طریقہ کار یہ تھا کہ جب کبھی کسی مسئلہ میں اختلاف رونما ہوتا تو وہ اپنی یادداشت کے لئے اسے لکھ لیتے اور پھر کسی صحابی سے اس کے متعلق استفسار کر لیتے تھے۔[56] سعید بن جبیر سے ان کے تلامذہ نے احادیث لکھی ہیں وقاء بن ایاس کی تصریح ہے کہ انہوں نے دیکھا ہے کہ عزرہ اپنی تفسیر کی کتاب اور قلم دوات لے کر سعید بن جبیر کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنی تفسیر کی تصحیح کرواتے۔[57]

سعید بن جبیر سے بہت سے جلیل القدر علماء نے حدیث روایت کی ہے جن میں ایوب سختیانی حماد بن زید، عطا بن السائب، اعمش، اور سلمہ بن کہیل جیسے بزرگ شامل ہیں ان میں سے اکثر حضرات حدیث لکھا کرتے تھے۔ امام احمد حنبل اور سعید بن جبیر کے درمیان زیادہ تر دو یا تین راویوں کا واسطہ ہے۔ مثلاً

احمد بن حنبل	عن یونس	عن حماد بن زید	عن سعید جبیر
احمد بن حنبل	عن محمد بن جعفر	عن شعبہ	عن ایوب سعید بن جبیر

مذکورہ اسناد میں تمام راوی حدیث لکھا کرتے تھے ان میں سے حماد بن زید[58]، ایوب[59] شعبہ[60] اور یونس[61] کے پاس باقاعدہ حدیث کے صحیفے مدون تھے۔

صحیفہ جابر بن عبداللہ

جابر بن عبداللہ سے سینکڑوں لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔ جن میں سلیمان یشکری

ابوالزبیر مکی، مجاہد، عمرو بن دینار، محمد بن علی الباقر، وھب بن کیسان محمد بن المنکدر، محمد بن الحنفیہ اور زید بن اسلم جیسے جلیل القدر تابعین شامل ہیں۔ احمد شاکر کے مطابق امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ کی ایک ہزار دو سو چھ احادیث درج کی ہیں[۶۲] ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں جابر بن عبداللہ کا باقاعدہ حلقہ درس تھا۔ لوگ ان سے حدیث سنتے تھے اور کچھ لوگ حدیث قلمبند کرتے تھے۔ وھب بن منبہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جو جابر بن عبداللہ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر حدیث لکھا کرتے تھے[۶۳] خود جابر نے حدیث کا ایک صحیفہ مدون کر رکھا ہے، ڈاکٹر صبحی صالح نے امام مسلم کے حوالے سے بتایا ہے کہ یہ صحیفہ شاید مناسک حج کے مسائل پر مشتمل تھا[۶۴] کچھ بعید نہیں کہ حضرت جابر نے یہ صحیفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مرتب کیا ہو۔

صحیفۂ سلیمان یشکری

سلیمان بن قیس یشکری بصری حضرت جابر بن عبداللہ کی صحبت میں رہے اور ان کی احادیث کو صحیفہ کی صورت میں مدون کیا۔ ممکن ہے سلیمان یشکری نے یہ صحیفہ حضرت جابر کے صحیفے سے نقل کیا ہو۔ سلیمان یشکری کا اگرچہ جابر بن عبداللہ کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کیا کہ بہت سے لوگوں نے اس صحیفہ کو نقل کیا ہے ترمذی نے اس صحیفہ کے بارے میں امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"سلیمان یشکری حضرت جابر کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے ان سے قتادہ اور ابوالبشر نے حدیث نہیں سنی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان میں سے عمرو بن دینار کے سوا کسی نے سلیمان سے حدیث نہیں سنی۔ اور عمرو بن دینار نے بھی غالباً جابر بن عبداللہ کی زندگی ہی میں حدیث

سنی ہے قتادہ سلیمان یشکری کے صحیفے سے روایت کیا کرتے تھے۔ سلیمان یشکری نے جابر بن عبداللہ کی احادیث کو ایک صحیفہ میں مدون کر رکھا تھا۔"

صحیفۂ ابی الزبیر مکی

ابو حاتم کے حوالے سے سابقہ سطور میں گزر چکا ہے کہ ابو الزبیر مکی نے جابر بن عبداللہ سے حدیث سنی ہے اور راست ان کے صحیفے سے بھی حاصل کیا ہے۔ ابو الزبیر محمد بن مسلم مکی جابر بن عبداللہ کے مشہور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ طالبین حدیث میں ان کا صحیفہ بھی بہت معروف تھا۔ اور بہت سے علماء نے اس صحیفے کو روایت کیا ہے۔ لیث بن سعد شہادت دیتے ہیں کہ

"میں مکہ مکرمہ گیا تو ابو الزبیر کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے مجھے دو کتابیں دیں میں نے ان کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ کیا ہی بہتر ہو اگر میں دوبارہ ان سے پوچھ لوں کہ انہوں نے یہ تمام احادیث حضرت جابر سے سنی ہیں؟ چنانچہ ابو الزبیر نے کہا ان میں سے کچھ احادیث تو میں نے حضرت جابر سے سنی ہیں اور کچھ احادیث میرے پاس روایت کی گئی ہیں۔"[۶۵] ہو سکتا ہے وہ احادیث جو انہوں نے حضرت جابر سے نہیں سنیں وہ انہوں نے صحیفہ جابر یا صحیفہ سلیمان یشکری کی شہرت کی بنا پر اس صحیفہ سے اخذ کی ہوں۔ جیسا کہ ابو حاتم نے اس کی تصریح کی ہے۔

صحیفۂ صادقہ

صحابۂ کرام کے پاس تحریری شکل میں سنت نبوی پر مشتمل دستاویزوں اور صحیفوں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا صحیفہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ عبداللہ

بن عمرو اس صحیفے کو "الصادقہ" کہا کرتے تھے۔ اس صحیفے نے تاریخ علوم حدیث میں اسی نام سے شہرت پائی ہے۔

عبداللہ بن عمرو اپنے والد عمرو بن العاص سے پہلے اسلام لائے[۶۶] جب مکہ فتح ہوا تو اس وقت عبداللہ مسلمان ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن عمرو بے حد عبادت گزار اور ہمیشہ روزے سے رہنے والے بزرگ تھے۔ اپنے والد کے ساتھ مصر ہی میں رہنے لگے تھے۔ عمرو بن العاص کی وفات کے بعد کچھ دیر مصر کے گورنر بھی رہے ہیں عبداللہ بن عمرو کی تاریخ وفات میں کافی اختلاف ہے احمد محمد شاکر اور ڈاکٹر صبحی صالح کی تحقیق کے مطابق ۶۵ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن عمرو ان چند صحابہ میں شمار ہوتے ہیں جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ بلکہ وہ عربی کے علاوہ سریانی بھی لکھ پڑھ سکتے تھے۔ چنانچہ شریک کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو سریانی پڑھتے دیکھا ہے۔ عبداللہ بن عمرو کی تمام عمر تعلیم و تعلم میں گزری ہے اہل علم ان کو مصری مکتب فکر کا بانی قرار دیتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں آپ کے ارشادات کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ ابن سعد حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت نقل کرتے ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے ارشادات کو ضبط تحریر میں لانے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت مرحمت فرمادی میں نے آپ کے ارشادات کو قلم بند کیا عبداللہ بن عمرو اپنے صحیفے کو "الصادقہ" کہا کرتے تھے۔[۶۷]

صحیفہ علی بن ابی طالب

حضرت علی کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ارشادات تحریر کیے ہوئے تھے۔ غالباً یہ صحیفہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تحریر کیا

تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ بعض لوگوں نے مشہور کر دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو کچھ ایسے دینی امور سے آگاہ کیا تھا جن سے دوسرے اصحابہ کو آگاہ نہیں کیا۔ جب یہ بات حضرت علی تک پہنچی تو انہوں نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے اس کی تردید کی۔ البتہ اس کا اعتراف کیا کہ ان کے پاس ایک صحیفہ ہے جس میں فرائض صدقات، دیتوں اور اس قسم کے دیگر احکام درج ہیں پھر انہوں نے لوگوں کو یہ صحیفہ دکھایا۔ یہ صحیفہ ان کی تلوار کے ساتھ بندھا رہتا تھا۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد یہ صحیفہ ان کے صاحبزادے محمد بن علی بن ابی طالب کو (جو عام طور پر محمد بن الحنفیہ کے نام سے معروف ہیں) ملا۔ کافی عرصہ تک ان کے پاس رہا[۴۸]۔ محمد بن الحنفیہ سے بہت سے لوگوں نے حدیث لکھی ہے۔

اس صحیفہ کے تقریباً تمام مضمون کو امام احمد بن حنبل نے متعدد طریق سے مسند میں درج کر دیا ہے۔[۴۹] نیز اس صحیفے کو امام بخاری، امام ترمذی، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے بھی نقل کیا ہے۔

صحیفۂ عامر شعبی

ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبی ان چار علماء میں شمار ہوتے ہیں جو اپنے زمانے میں مرجع خلائق تھے۔" انہوں نے حضرت علی سے حدیث سنی ہے حضرت علی کے علاوہ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن زبیر، جابر بن عبداللہ، براء بن عازب، انس بن مالک، نعمان بن بشیر، سمرہ بن جندب اور دیگر بہت سے صحابہ سے حدیث روایت کی ہے۔ ابن شبرمہ کی روایت ہے کہ میں نے شعبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے "میں نے آج تک کبھی کاغذ پر نہیں لکھا" ممکن ہے ابتدا میں کتابت حدیث کے متعلق یہی رائے ہو۔ کیونکہ دبستان کوفہ کے علماء

کی عمومی رائے یہی تھی۔ ہو سکتا ہے شعبی بھی اس سے متاثر رہے ہوں۔ لیکن ہمیں یقینی طور پر علم ہے کہ شعبی حدیث لکھا کرتے تھے۔ اور وہ اپنی کتابوں ہی سے حدیث کی تدریس کیا کرتے تھے چنانچہ عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شعبی مغازی پڑھ کر سنا رہے تھے کہ وہاں سے عبداللہ بن عمر کا گزر ہوا۔ انہوں نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں فرمایا یوں لگتا ہے جیسے یہ نوجوان تمام غزوات میں ہمارے ساتھ رہا ہے[۲] عبداللہ بن عمر کے اس تبصرے سے شعبی کی صحت روایت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ جب شعبی نے وفات پائی تو ان کے ترکہ میں ایک کتاب ملی جو فرائض اور جراحات کے مسائل پر مشتمل تھی۔

صحیفۂ خلاس بن عمرو

خلاس بن عمرو بصری بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت علی کی مرویات کو قلمبند کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں خلاس بن عمرو قدیم الاسلام اور کثیر الحدیث تھے۔ انہوں نے حضرت علی اور عمار بن یاسر سے حدیث نقل کی ہے ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں سے وہ حدیث روایت کیا کرتے تھے[۳] احمد محمد شاکر نے عقیلی اور جوزجانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ خلاس بن عمرو حضرت علی کی پولیس کے سربراہ تھے[۴] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی سے ان کو قریبی تعلق تھا۔ غالباً خلاس بن عمرو حضرت علی سے ان کے ارشادات سن کر لکھ لیا کرتے تھے کہتے ہیں کہ وہ حضرت علی کی مرویات ایک صحیفے سے روایت کیا کرتے تھے۔ نیز امام بخاری کے مطابق خلاس بن عمرو نے حضرت ابوہریرہ اور ابو رافع سے بھی حدیث روایت کی ہے۔[۵]

حسن بصری کے صحیفے

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی قریب تمام احادیث حسن بصری نے اپنے صحیفوں

یں مدون کی ہوئی تھیں تاریخ تدوین حدیث میں حسن بصری کے صحیفے بہت شہرت رکھتے ہیں ابو سعید حسن بن ابی الحسن بصری بقول خود حضرت عمر کی شہادت سے دو سال قبل پیدا ہوئے[۹۶] اور ایک روایت کے مطابق جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو حسن بصری چودہ برس کے تھے حضرت عمران بن حصین عثمان، سمرہ بن جندب، ابوہریرہ، ابن عمر، ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام سے احادیث روایت کی ہیں حسن بصری بہت بڑے عالم سنت، بلند پایہ فقیہ اور کثیر العلم تابعی تھے۔ حسن بصری حدیث لکھا بھی کرتے تھے اور اپنے تلامذہ کو احادیث لکھوایا بھی کرتے تھے۔ چنانچہ دارمی نقل کرتے ہیں کہ حسن بصری حدیث لکھا کرتے تھے اور لکھوایا کرتے تھے[۹۷] انہوں نے اپنی مرویات کو صحیفوں میں مدون کر رکھا تھا یہ تمام صحیفے ان کی وفات کے بعد کافی عرصے تک ان کے صاحبزادے کے پاس موجود رہے ہیں حمید کہتے ہیں کہ حسن بصری کا تمام علم ایک صحیفہ میں جمع تھا اور اس کی ضخامت یہ تھی (راوی نے اپنے دونوں انگوٹھوں اور دونوں شہادت کی انگلیوں کی مدد سے صحیفے کی ضخامت بتائی[۹۸]

صحیفۂ بہز بن حکیم

حدیث اور اصول حدیث کے لٹریچر میں ایک اور صحیفے کا ذکر ملتا ہے جو صحیفہ بہز بن حکیم کے نام سے معروف ہے امام نووی اور ابن الصلاح کہتے ہیں کہ بہز بن حکیم کے پاس معاویہ بن حیدہ قشیری کی مرویات کا خاصا بڑا اور نفیس نسخہ تھا[۹۹] بہز بن حکیم کے دادا معاویہ بن حیدہ صحابی تھے۔ بہز بن حکیم سے سلیمان تیمی، ابن عون، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، معاذ بن معاذ، اسماعیل بن علیہ، یحییٰ بن سعید، یزید بن ہارون اور دیگر اصحاب الحدیث نے روایت نقل کی ہے۔ اصحاب سنن نے بہز بن حکیم کی بعض مرویات کو نقل کیا ہے۔ امام بخاری نے اپنے صحیح میں بہز بن حکیم کی ایک دو روایات کو استشہاد کے لئے تعلیقاً نقل کیا ہے[۱۰۰]

یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، ابوزرعہ اور ابو داؤد نے بہز بن حکیم کے ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ بہز بن حکیم کی احادیث سے استناد کرتے ہیں۔

مسند میں بہز بن حکیم کی تمام ترمرویات درج ذیل واسطوں سے امام احمد تک پہنچی ہیں۔

احمد بن حنبل عن اسماعیل عن بہز بن حکیم

احمد بن حنبل عن یزید بن ہارون عن بہز بن حکیم

احمد بن حنبل عن عبدالرزاق عن معمر عن بہز بن حکیم

احمد بن حنبل عن یحییٰ بن سعید عن بہز بن حکیم

صحیفۂ سعد بن عبادہ

جامع ترمذی میں ہمیں سعد بن عبادہ کے ایک صحیفے کا ذکر ملتا ہے جس میں احادیث جمع تھیں[۸۱]۔ یہ صحیفہ کافی عرصہ تک سعد بن عبادہ کے خاندان میں رہا ہے سعد بن عبادہ کا ایک بیٹا اس صحیفے سے احادیث روایت کیا کرتا تھا۔ یہ صحیفہ خود سعد بن عبادہ نے لکھا ہوگا جیساکہ ترمذی نے بھی اسے سعد بن عبادہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ سعد بن عبادہ زمانہ جاہلیت ہی سے فن کتابت جانتے تھے[۸۲]۔ ممکن ہے انہوں نے یہ صحیفہ مکتوب کی صورت میں اپنے بیٹوں کو ان دنوں میں دیا ہو جب وہ خلافت کے مسئلے پر حضرت ابوبکر سے ناراض ہو کر شام چلے گئے تھے۔

حوالہ جات

۱- صحیح مسلم ۱ = ۴۳۹

۲- صحیح بخاری مع فتح الباری ۱- ۱۸۴ - مسند الامام احمد تحقیق احمد محمد شاکر حدیث رقم ۳۸۲،

۳۔ مسند الامام احمد حدیث رقم ۶۸۰۲

۴۔ سنن الدارمی ۱ ۔ ۱۰۳

۵۔ تدریب الراوی ص ۲۶۹

۶۔ سنن الدارمی ۱ ۔ ۱۰۴

۷۔ الطبقات الکبری لابن سعد ۴ = ۲۶۲

۸۔ تحفۃ الاحوذی ۲ = ۲۶۴

۹۔ تحفۃ الاحوذی ۲ = ۲۸۰

۱۰۔ تحفۃ الاحوذی ۲ = ۱۷۱

۱۱۔ صحیح مسلم مع شرح النووی ۱ = ۱۰

۱۲۔ صحیح مسلم ۲ = ۸۴

۱۳۔ کتاب الاموال اردو ترجمہ ۲ = ۹۷

۱۴۔ کتاب الاموال ۲ = ۹۹

۱۵ کتاب الاموال ۲ = ۱۰۱

۱۶۔ موطا امام مالک مع تنویر الحوالک ۱ = ۲۵۰

۱۷۔ ابوداؤد ۱ = ۳۲۰

۱۸۔ نیل الاوطار ۳ = ۱۴۸

۱۹۔ المحلی ۷ = ۱۸ تا ۲۰ غالباً یہ خط بھی اسی خط کی نقل ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا تھا۔

۲۰۔ مرازبہ مرزبان کی جمع ہے۔ ایرانی اپنے سرداروں اور افسروں کو مرزبان کہا کرتے تھے۔

٢١۔ کتاب الاموال ١ = ١٥٢

٢٢۔ مسند الامام احمد ٢ = ٣١٢ تا ٣١٩

٢٣۔ طبقات ابن سعد ٧ = ٢٢٣ تحفۃ الاحوذی ٤ = ٣٩٦ الکفایہ ص ٢٨٣

٢٤۔ تہذیب التہذیب ٥ = ٢٠٣

٢٥۔ مقدمہ ابن الصلاح ص ٢٤٤

٢٦۔ بعض آئمہ حدیث کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ سے سعید مقبری کی روایت ثابت نہیں.

٢٧۔ زہری نے حضرت ابوہریرہ کی مرویات کو زیادہ تر تین اصحاب کے توسط سے لیا ہے۔ زہری عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ اور زہری عن الاعرج عن ابی ہریرہ

٢٨۔ الباعث الحثیث ص ٢٤

٢٩۔ تذکرۃ الحفاظ ١ = ١١٠

٣٠۔ حلیہ الاولیاء ٣ = ٣٦١

٣١۔ حلیہ الاولیاء ٣ = ٣٦٦

٣٢۔ حلیہ الاولیاء ٣ = ٣٦٢

٣٣ حلیہ الاولیاء ٣ = ٣٦٢

٣٤۔ حلیہ الاولیاء ٣ = ٣٦٢

٣٥۔ البدایہ والنہایہ ٩ = ٣٤١

٣٦۔ البدایہ والنہایہ ٩ = ٣٤١

۳۷۔ تذکرۃ الحفاظ ۱ = ۱۰۹
۳۸۔ البدایہ والنہایہ ۹ = ۳۴۳
۳۹۔ الباعث الحثیث ص ۱۸۷
۴۰۔ طبقات ابن سعد ۵ = ۱۷۹
۴۱۔ تہذیب التہذیب ۷ = ۱۸۴
۴۲۔ طبقات ابن سعد ۷ = ۱۸۵
۴۳۔ تہذیب التہذیب ۵ = ۲۲۶، طبقات ابن سعد ۷ = ۱۸۳
۴۴۔ طبقات ابن سعد ۷ = ۱۸۵
۴۵۔ حلیۃ الاولیاء ۲ = ۲۸۳
۴۶۔ طبقات ابن سعد ۲ = ۳۷۱
۴۷۔ الاصابہ ۲ = ۲۲۳
۴۸۔ تحفۃ الاحوذی ۴ = ۳۹۵
۴۹۔ صحیح مسلم ۱ = ۱۰
۵۰۔ علوم الحدیث اردو ترجمہ ص ۴۹
۵۱۔ علوم الحدیث ص ۵۰
۵۲۔ تہذیب التہذیب ۸ = ۴۲۳
۵۳۔ طبقات ابن سعد ۵ = ۲۹۳
۵۴۔ مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۲۰
۵۵۔ طبقات ابن سعد ۲ = ۲۵۷

۵۶۔ طبقات ابن سعد ۶ = ۲۵۸

۵۷۔ طبقات ابن سعد ۶ = ۲۶۶

۵۸۔ الکفایہ ص ۳۴۷

۵۹۔ الکفایہ ص ۳۵۳

۶۰۔ الکفایہ ص ۳۲۹

۶۱۔ الکفایہ ص ۳۳۹

۶۲۔ الباعث الحثیث ص ۱۸۷

۶۳۔ علوم الحدیث ص ۴۴

۶۴۔ علوم الحدیث ص ۴۳

۶۵۔ تہذیب التہذیب ۹ = ۴۴۲

۶۶۔ الاستیعاب = ۹۳۹ نیز تذکرۃ الحفاظ ۱ = ۴۲

۶۷۔ طبقات ابن سعد ۴ = ۲۶۲

۶۸۔ طبقات ابن سعد ۵ = ۱۰۵

۶۹۔ مسند الامام احمد بن حنبل احادیث ۵۹۹، ۶۱۵، ۷۸۲، ۷۹۸، ۸۵۸، ۸۷۴، ۹۵۴، ۹۶۲، ۹۹۳، ۱۰۳۷، ۱۲۹۷ اور ۱۳۰۶۔

۷۰۔ مدینہ میں سعید بن المسیب، شام میں مکحول، بصرہ میں حسن بصری اور کوفہ میں عامر شعبی۔ تاریخ بغداد ۱۲ = ۲۲۸

۷۱۔ تاریخ بغداد ۱۲ = ۲۲۹

۷۲۔ تاریخ بغداد ۱۲ = ۲۳۰

۷۳۔ طبقات ابن سعد ۷ = ۱۴۹

۷۴۔ مسند الامام احمد۔ حاشیہ حدیث رقم ۵۱۶۷

۷۵۔ مسند الامام احمد۔ حاشیہ حدیث رقم ۵۱۶۷

۷۶۔ طبقات ابن سعد ۷ = ۱۵۷، تہذیب التہذیب ۲ = ۲۶۳

۷۷۔ بصری کے صحیفہ سنن الدارمی ۱ = ۱۰۰

۷۸۔ طبقات ابن سعد ۷ = ۱۵۹

۷۹۔ التقریب مع شرحہ تدریب الراوی ص ۴۳۵ مقدمہ ابن الصلاح ص ۲۸۴

۸۰۔ فتح الباری ۱ = ۳۳۰

۸۱۔ تحفۃ الاحوذی ۲ = ۸۰

۸۲۔ طبقات ابن سعد ۳ = ۶۱۳